مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب
استاذِ حدیث دارالعلوم حقانیہ

اسلام کا نظامِ قصاص و دیّت

(اجمالی جائزہ و تبصرہ اور بعض شبہات کا ازالہ)

اسلامی قوانین کا صرف ایک جزئیہ (قصاص و دیت) انسانی حقوق و معاشرت اور عدل و انصاف کے تقاضوں کو کس قدر حاوی ہے حالیہ قصاص و دیت آرڈیننس اور کچھ لوگوں کی ہڑتال کے بعد اس سلسلہ میں اہلِ علم کے مقالوں اور ہمہ پہلو تحقیقات سے حِکَمْ و مصالح اور توضیحات اس قدر سامنے آ گئے ہیں کہ ایک طالبِ حق اور سلیم الفطرت انسان کے لئے سوائے تسلیم و رضا اور شرح صدر کے کوئی چارہ نہیں حضرت مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب مدظلہ نے بھی خالص علمی اور سلجھے ہوئے انداز میں درج ذیل مقالہ تحریر کیا ہے جس میں اصل مسئلہ کی توضیح کے ساتھ بعض شبہات کا مؤثر ازالہ بھی کیا ہے۔ حضرت العلامہ مولانا قاضی عبدالکریم صاحب کلاچوی مدظلہ کی مرسلہ ایک مختصر تحریر بھی شریکِ ہذا ہے جو ایک اہم شبہ کا ازالہ ہونے کے پیشِ نظر بے حد نافع ہے مگر حکومت کی چپ سادھ نشریاتی اداروں اور سرکاری ترجمانوں کی پراسرار خاموشی بلکہ حکومت کے ترجمان میں اسلام کا نام تک حذف کر دینا حد درجہ تشویشناک اور خطرناک عزائم کی غمازی ہے کہیں ایسا تو نہیں کہ خود حکومت کی غلطی سے ڈرائیوروں کی ایک ہڑتال نے حکومتی پارٹی سے اپنا منشور تک بھلا دیا، اس سے تو اس احتمال کو بھی تقویت ملتی ہے کہ اس ہڑتال کے پس منظر میں خود ارکانِ حکومت کا ہاتھ سرگرم رہا ہے

یہ نشست کیسی راہ میں تیرے ذوقِ عشق کو کیا ہوا ؛ ابھی چار کانٹے چبھے نہیں کہ ارادے سارے بدل گئے

(عبدالقیوم حقانی)

قصاص و دیت کے اعلان کے بعد جب ڈرائیور برادری کی طرف سے اس پر ملک گیر احتجاج ہوا تو ملکی اور غیر ملکی ذرائع

ابلاغ کے لئے یہ مسئلہ بڑی اہمیت سے موضوع بحث بنا رہا۔ موجودہ قصاص و دیت کے اعلان میں اگر شرعی تقاضے پورے ہوتے تو اس کی تائید و تصویب اتنے زوردار لہجے میں ہوتی جتنے اس کی مخالفت میں مقالے لکھے گئے۔ بعض اہم امور میں بے احتیاطی اور تساہل کا یہ نتیجہ رہا کہ پوری دنیا اسلام کے نظام قصاص و دیت سے مذاق کرنے پر اتر آئی۔ خدانخواستہ اگر اسلام کے ان فوجداری دفعات میں شرعی تقاضے پورے نہ کئے گئے تو شاید آئندہ کے لئے کوئی بھی اس ملک خداداد میں اسلامی نظام کے نفاذ کی جرأت نہ کر سکے۔

تادم تحریر اس مسئلہ پر جو مقالات سامنے آئے ہیں ان میں کوئی ایسا مقالہ نظر سے نہیں گذرا جس میں قصاص و دیت کے سرکاری شائع کردہ قانون میں سقم اور کمزوری کے ہوتے ہوئے شرعی نقطہ نظر سے اس کے قابل عمل ہونے کو ثابت کیا گیا ہو۔ ارباب علم و دانش اور نفاذ اسلام کے مخلص اصحاب فکر نے اصلاح کی کوشش کی۔ کمزوریوں اور اسقام کی نشاندہی کرنے کے بعد متبادل تجاویز پیش کیں۔

دوسری طرف بعض جدت پسندوں نے موجودہ مسودہ قانون میں سقم اور کمزوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلام کے نظام قصاص و دیت کو اپنا ہدف اور درفشانی کا نشانہ بنایا۔ ایسے رکیک اور غیر معیاری اعتراضات اور شبہات کئے جو کسی مسلمان سے ناقابل توقع ہیں۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ان کے اکثر اعتراضات کا منشا مذہب اور عقیدہ سے ناواقفیت کے علاوہ مروجہ نام نہاد آزادی اور جدت پسندی کی مذموم خواہش رہی۔

قصاص و دیت کے بارے میں اہم شبہ | قصاص و دیت آرڈیننس کے بعد قصاص و دیت کے بارے میں جو غلط فہمی پیدا ہوئی اس میں ڈرائیور کو ایک لاکھ ستر ہزار روپے کی ادائیگی کے ذمہ دار ٹھہرانے کے علاوہ خود اس کا فعل بھی موضوع بحث رہا۔ یہ شبہ کیا جاتا ہے کہ ڈرائیور کے ہاتھوں کا قتل قابل مواخذہ جرم نہیں قرار دینا چاہئے۔ کسی ڈرائیور کی یہ خواہش نہیں ہوتی کہ وہ کسی شخص کو شوقیہ قتل کرے۔ ڈرائیور احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے لئے اپنی جان کا نذرانہ بھی پیش کرتا ہے۔ موت کے منہ میں بیٹھ کر انسان کی خدمت کرتا ہے۔ آخر اس سے یہ توقع کیسے ممکن ہے جب کہ بسا اوقات ڈرائیور کو خود اپنی جان سے بھی ہاتھ دھونے پڑتے ہیں۔ ایسی صورت میں ایکسی ڈنٹ کی موت کو قابل مواخذہ جرم قرار دینا ناانصافی کے مترادف ہے۔

بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ ایکسی ڈنٹ کا تصور زمانہ قدیم میں نہیں تھا کیونکہ اس وقت گاڑیاں نہیں تھیں۔ اس لئے اس کو خواہ مخواہ قتل کی پرانی قسموں میں شمار کرنا لایعنی کوشش ہے۔

قصاص و دیت کے بارے میں قابل تشریح نکات | ان شبہات کے ازالہ کے لئے اسلام کے نظام قصاص و دیت کے چند پہلوؤں کا جائزہ لینا ضروری ہے تاکہ ایسے غیر معیاری شبہات کا موقع نہ رہے

۱- ایکسی ڈنٹ کی صورت میں قتل کی حقیقت کیا ہے ۔ اور یہ قتل النفس کی کونسی قسم میں آتا ہے ؟

۲- اسلامی نظام قصاص و دیت میں ایسی قسم کے لئے کونسی سزا مقرر ہے اور اس کے اثرات و منافع کیا ہیں ؟

۳- قصاص و دیت آرڈی ننس کے مسودہ قانون میں اس اعتبار سے کونسی خامیاں پائی جاتی ہیں ۔

تحفظ نفس کا محیر العقول نظام ایکسی ڈنٹ کے قتل کی حقیقت بیان کرنے سے قبل یہ جاننا چاہیئے کہ اسلام کی رو سے انسانی نفس کو جو عزت و عظمت اور تقدس حاصل ہے یہ دنیا کے کسی قانون میں نہیں پایا جاتا ۔ ایک سیٹ میں انسان کے خون کو بلا امتیاز مذہب و عقیدہ ہر لحاظ سے تحفظ حاصل ہے یہ ممکن نہیں کہ نفس محترمہ کا خون رائیگاں ہو ۔ جس صورت میں نفس محترمہ سے کسی غیر شرعی طریقہ سے کھیلا گیا ۔ تو اس کا حساب لیا جائے گا ۔ اگر قصاص کی صورت میں ممکن ہو تو قصاص لیا جائے گا ورنہ دیت لازم ہو گی ۔ اگر قاتل معلوم نہ ہو تو قسامت کی رو سے اہل محلہ سے دیت لی جائے گی ۔ ورنہ بصورت دیگر حکومت ذمہ دار ہو گی ۔ اس لئے فقہا کرام نے نفس محترمہ کے ضیاع کی پانچ صورتیں بیان کی ہیں ۔

جن میں "قتل عمد" میں قصاص اور قتل شبہ بالعمد ۔ خطاء جار مجرای خطاء اور قتل بسبب میں دیت لازمی قرار دی ہے ۔ موجودہ مسئلہ کا تعلق "قتل خطاء" سے ہے ۔ اس لئے دوسری قسموں کی حقیقت بیان کرنے سے قطع نظر ہم قتل خطاء کی حقیقت کا جائزہ لیں گے تاکہ یہ واضح ہو سکے کہ ایکسی ڈنٹ کا قتل، قتل خطاء کے زمرہ میں شمار ہوتا ہے ۔

قتل خطاء کی حقیقت "خطاء" کے عنوان سے یہ واضح ہے کہ یہ ایسا قتل ہے جس میں قاتل کا ارادہ اور نیت شامل نہیں گویا "قتل خطاء" کی حقیقت یہ ہے کہ بغیر کسی نیت اور ارادہ کے کسی انسان کے ہاتھ سے دوسرے انسان کی جان ضائع ہو ۔ عموماً اس کی دو صورتیں بتائی جاتی ہیں ۔

۱- خطاء فی القصد ۔ ۲- خطاء فی الفعل ۔

اول الذکر کی حقیقت یہ ہے کہ قاتل غلط فہمی کا شکار ہو کسی انسان کو حیوان سمجھ کر شکار کی نیت سے اس کو مارے اور موخر الذکر کا بیان یہ ہے کہ کسی بے احتیاطی یا فنی غلطی سے کسی انسان کی جان اس کے ہاتھ سے ضائع ہو ۔ مثلاً شکار کو مارتے ہوئے اس کی گولی اچانک انسان کو لگے ۔ یہ دونوں صورتیں ایسی ہیں جن میں قاتل کا یہ ارادہ نہیں کہ وہ کسی کو قتل کرے بلکہ بغیر قصد و عمد سے انسان کی جان ضائع ہوئی ۔

ایکسی ڈنٹ کی صورت بھی کچھ اس طرح ہے کیونکہ اس میں ڈرائیور کا ارادہ نہیں ہوتا کہ وہ انسان کو قتل کرے ڈرائیور تو اپنے مقصد میں مصروف عمل ہے ۔ شاید کسی بے احتیاطی یا غفلت اور لاپرواہی سے کسی کی زندگی اس کے ہاتھوں سے تمام ہو ۔ یہ بھی ممکن ہے کہ بسا اوقات ڈرائیور کی کوئی غلطی نہ ہو بلکہ مقتول خود عمداً یا سہواً گاڑی کے آگے آئے لیکن ایسی صورت میں بھی ڈرائیور کو بری الذمہ قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ کیونکہ قتل ہر صورت میں ڈرائیور کے ہاتھوں سے ہوا ہے مثلاً شکار کو مارتے ہوئے کوئی شخص قصداً اگر شکاری کے بندوق کے سامنے کھڑا ہو تو فقہا کی رائے میں شکاری کو

بری الذمہ نہیں قرار دیا جا سکتا۔ بہرحال ایکسیڈنٹ کا قتل، قتل خطا سے کسی صورت میں زیادہ نہیں۔

قتل خطا کی سزا

دنیا کا کوئی قانون ایسا نہیں جس میں خطا قابل مواخذہ جرم نہ ہو۔ اگر کوئی شخص کسی کی قیمتی چیز غلطی سے توڑ دے تو کیا توڑنے والے کو معاف کر دیا جائے گا۔ کہ وہ محض یہ کہہ دے کہ مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔ شریعت میں خطا اور نسیان اخروی اعتبار سے قابل مواخذ جرم نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:۔ میری امت کا محاسبہ خطا اور بھول پر نہیں ہوگا۔

لیکن دنیوی احکام کے اعتبار سے اس پر مواخذہ ہے۔ جہاں تک حقوق العباد کا تعلق ہے اس میں خطا و نسیان کوئی عذر نہیں۔ خاص کر جب کسی چیز کے ضائع ہونے پر ضمان اور تاوان کا مسئلہ ہو۔

قتل خطا بھی دنیوی احکام کے اعتبار سے قابل مواخذہ ہے اس پر جو سزائیں مقرر کی گئی ہیں وہ تین ہیں:۔

۱۔ اگر مقتول قاتل کا کوئی ایسا قریبی رشتہ دار ہو جس کی موت پر قاتل کو وراثت کا حق پہنچتا ہو تو قتل کی وجہ سے قاتل حق وراثت سے محروم رہے گا۔ کیونکہ اس میں اس کا احتمال بھی ہے کہ کہیں قاتل نے جائیداد ہتھیانے کے لئے قتل کا یہ طریقہ اختیار کیا ہو۔

۲۔ دوسری سزا یہ ہے کہ انسانی جان اللہ تعالیٰ کی عظیم مقدس امانت ہے اس میں خیانت کرنے پر قاتل دو مہینے متواتر روزے رکھے گا: تاکہ قاتل کو اپنے کئے ہوئے جرم پر ندامت اور افسوس کا احساس ہو۔ اس کا تعلق چونکہ فیما بینہ و بین اللہ ہے۔ اس لئے اس میں جبر اور طاقت کے استعمال کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا۔

۳۔ تیسری سزا خوں بہا کی ادائیگی ہے تاکہ انسان کا خون ضائع نہ ہو۔ قتل خطا کی صورت میں یہ خوں بہا دس ہزار دراہم ہیں جو دو ہزار نو سو سولہ تولہ آٹھ ماشہ (۲۹۱۶ تولہ - ۸ ماشہ) چاندی کے مساوی ہے۔ لہٰذا اتنی مقدار میں چاندی کی مروجہ قیمت دیت شمار ہوگی۔ خوں بہا کی اتنی خطیر رقم کی تقرری میں بنیادی فلسفہ مقتول کے زخم خوردہ ورثا کے لئے تسلی ہے۔ ممکن ہے اس مالی تعاون سے ان کے جذبات ٹھنڈے ہوں۔ انتقامی جذبہ کا جو لاوا ان کے دلوں میں ابل رہا تھا، شاید خون بہا کی وصولی سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔

دیت کی ادائیگی کا ذمہ دار کون ہے؟

لیکن اتنی بڑی رقم کی ادائیگی شاید قاتل کے بس میں نہ ہو۔ ممکن ہے کہ تحمل کی استطاعت نہ رکھنے کی وجہ سے اپنی جان کا نذرانہ پیش کر سکے جس سے دیت کی ادائیگی ناممکن ہو اس لئے شریعت نے اس کو ممکن بنانے اور قاتل کو ہلاکت کے اس بھنور سے نکالنے کے لئے دیت کی ادائیگی کی ذمہ داری "عاقلہ" کے کندھوں پر ڈالی۔ عاقلہ سے مراد اہل دیوان (دفتری ریکارڈ میں متعلقہ زمرہ) قوم، قبیلہ "عاقلہ" کے تعین میں بنیادی تصور یہ ہے کہ جن لوگوں سے تکلیف اور مصیبت کے وقت قاتل تعاون اور مدد کی امید رکھتا ہو وہی اس کا عاقلہ متصور ہوگا۔ موجودہ وقت میں یونین محکمہ اور کمپنی اس کے ضمن میں آسکتے ہیں۔ مثلاً سکول کا ایک استاد کہیں قتل خطا

کا مرتکب ہو تو اس قتل کی دیت پورے صوبہ کے اساتذہ سے لی جائے گی۔ ممکن ہے کوئی یہ کہے کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک گمنام شخص کے جرم کی سزا پورے محکمہ والوں کو کیوں دی جاتی ہے۔ لیکن اسلامی ذہن رکھنے والا شخص ایسے لایعنی شبہات کا کبھی تصور بھی نہیں کرتا۔ کیونکہ تمام مسلمان بمنزلہ جسد واحد ہیں۔ ایک عضو کی تکلیف پر پورا جسم حرکت کرتا ہے۔ مشرق میں رہنے والے کی خوشی اور غم کا احساس مغرب میں رہنے والے مسلمان کو ہوگا۔ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کی مصیبت میں واقع ہونے پر لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ اسلام میں قومی وحدت اور یگانگت بنیادی چیز ہے لہٰذا ایسی مصیبت میں کم از کم اس نے عاقلہ کو تعاون کا ہاتھ یقیناً بڑھانا چاہئے۔

عاقلہ پر دیت کے تعین کا ایک دوسرا فائدہ یہ بھی ہے کہ اتنی بڑی قوم جب دیت ادا کرے گی تو لازماً قاتل کو ایسے اوصاف اور باتوں سے یاد کرے گی جس کے سننے کا گوارا قاتل کو نہیں ہوگا۔ ایسے قبیح منظر سے بچنے کے لئے آئندہ ہر ایک شخص نہایت احتیاط سے کام لے گا۔ اگر دیکھا جائے تو حقیقت میں یہ بھی مہذب طریقہ سے قاتل کو سزا دینے کی ایک صورت ہے۔ ورنہ ایک معزز شخص لاکھوں روپے قربان کر کے اپنے بارے میں ایسی باتیں سننا گوارا نہیں کرتا۔

دیت کی وصولی کا طریقہ کار علاقہ پر دیت کا جو بوجھ ڈالا گیا ہے یہ کوئی ایسا بوجھ نہیں جو اس کی طاقت سے بالا ہو۔ دیت عاقلہ سے مجموعی طور پر تین سالوں میں وصول کی جائے گی۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کی روشنی میں ایک شخص پر تین سالوں میں چار دراہم یعنی چودہ ماشہ چاندی کی قیمت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالا جائے گا۔ لہٰذا اگر چاندی کی قیمت ساٹھ روپے تولہ ہو تو ایک شخص سے تین سالوں میں صرف ستر (۷۰) روپے وصول ہوں گے۔ جو ماہانہ طور پر دو روپے سے بھی کم بنتے ہیں۔ پھر اگر قریبی علاقہ میں اتنی گنجائش نہ ہو تو عاقلہ کا دائرہ وسیع کیا جائے گا۔ تاکہ ایک شخص پر زیادہ بوجھ نہ ڈالا جا سکے۔

پھر دیت کی وصولی کے لئے آسان طریقہ متعین کیا گیا ہے کہ دیت لوگوں کے ماہانہ، شش ماہی اور سالانہ وظائف سے منہا کیا جائے گا۔ موجودہ دور میں ہر مہینہ کی تنخواہ سے اگر اوسطاً دیت کی رقم کاٹی جائے تو شاید دو روپے سے متجاوز ہو جو تنخواہ دار طبقہ پر کوئی خاص بوجھ نہیں۔

اس محیر العقول نظام تحفظ جان سے کسی کو ڈرنا نہیں چاہئے۔ یہ دین فطرت ہے اس میں نہ ظلم کی حوصلہ افزائی ہے اور نہ ظالم کا استیصال مقصود ہے۔ اسلام میں ظالم اور مظلوم دونوں سے تعاون کیا جاتا ہے۔ ظالم سے تعاون کا مطلب یہ ہے کہ اس کو ظلم سے باز رہنے پر مجبور کرنا ہے۔ اور مظلوم کی طرف ہمدردی اور تعاون کا ہاتھ بڑھایا جاتا ہے۔ نظام دیت میں اگر ایک طرف قاتل کو جھنجھوڑا جاتا ہے تو دوسری طرف عاقلہ پر یہ ذمہ داری ڈال کر اس کے ساتھ سہولت اور آسانی کا رویہ رکھتا ہے۔ پھر دیت کی وصولی سے مقتول کے غمزدہ ورثاء کے لئے اطمینان دلانے کا ہمدردانہ رویہ اسلام کا انفرادی مقام ہے۔

موجودہ نظام قصاص و دیت کی خامیاں

نظام قصاص و دیت کا آرڈی ننس کے ذریعہ نافذ کردہ مسودہ کوئی نیا نہیں اس پر جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں اسلامی نظریاتی کونسل نے بہترین کام کیا ہے اس وقت قصاص و دیت کا مسودہ علماء کے سامنے پیش کیا گیا تو ہم دارالعلوم کے خدام نے اپنی طرف سے کچھ تجاویز بھیجی تھیں جو ماہنامہ الحق جلد ۱۶ شمارہ ۴ میں شائع ہوئی تھیں۔ حالیہ آرڈی ننس میں اسلامی خدوخال کی رعایت نہیں رکھی گئی۔ صرف ڈرائیور کو قتل خطا کی صورت میں دیت کا ذمہ دار ٹھہرانا اسلام کے عادلانہ نظام کے روح کے منافی ہے۔ ڈرائیور سے صرف اتنی رقم لی جائے گی جو اس کی برادری کے عام ممبر سے لی جاتی ہے۔ اس میں عاقلہ کو بری الذمہ قرار دینا اسلامی نظام کا تقاضا نہیں۔

ایسا ہی ایک لاکھ ستر ہزار روپے کا قطعی تعین بھی شرعاً درست نہیں اس لئے کہ چاندی کے اعتبار سے شرعی معیار کا اظہار ضروری ہے یہ قیمت تو وقت کے ساتھ ساتھ کم اور زیادہ ہوتی رہتی ہے۔ پھر حکومت کا یہ فیصلہ بھی غیر دانشمندانہ ہے جس میں دیت کی ذمہ داری انشورنس کمپنی کے کندھوں پر ڈالی گئی ہے۔ کیونکہ انشورنس کمپنی ہر ایک عاقلہ نہیں اور بغیر عاقلہ ہونے کے دیت کی ادائیگی ان کی ذمہ داری نہیں۔ اس میں کوئی اشکال نہیں کہ محکمہ، یونین، اور قوم قبیلہ عاقلہ قرار دے کر ان کو دیت کی ادائیگی کا پابند قرار دیا جائے۔

علاوہ ازیں نظام شہادت کے فقدان کی وجہ سے قصاص و دیت سے خاطر خواہ نتائج کی توقع بے سود ہے۔ موجودہ نظام شہادت کے ہوتے ہوئے اس نظام کا کامیابی سے ہمکنار ہونا مشکل معلوم ہوتا ہے اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ نظام قصاص و دیت کے ساتھ ساتھ نظام شہادت کا اعلان بھی ہو۔

ایک غلط تأثر کا دفاع

مولانا قاضی عبد الکریم مدظلہ

حمد و صلوٰۃ کے بعد عرض ہے کہ ۱۲ ربیع الاول ۱۴۱۱ھ کے مبارک دن ملک میں قصاص و دیت کا قانون نافذ کر دیا گیا تو دیندار مسلمانوں نے اسے صدر مملکت کا بہترین کارنامہ قرار دیا جو کہ حقیقت کے عین مطابق تھا ـــــ نئی حکومت قائم ہوئی اور معاً ڈرائیوروں کے عام ہڑتال کا سانحہ پیش آیا تو افواہ اڑا دی گئی کہ اسلامی قوانین کا برداشت کرنا آسان کام نہیں۔ یہ تو ایک قانون نافذ کر دینے کا ردعمل ہے اور اگر شریعت اسلامیہ کو مکمل طور پر نافذ کر دیا گیا تو اس کا انجام کیا ہو گا۔

اس شرارت کے بین السطور دراصل موجودہ حکومت کو خوف زدہ کرنا ہے کہ وہ سینٹ اور قومی اسمبلی سے شریعت بل کو منظور کرانے کے وعدوں سے پھر جائے اور جس طرح وہ خود اللہ تعالیٰ سے دشمنی مول لے کر غرق ہوئی ہے یہ بھی